ذیلی مبحث 2[1]

’اسلامی‘ ہیومنسٹوں کی منطق!

”جماعۃ المسلمین“ بہ موازنہ ’ماڈرن سٹیٹ‘

رنگ وخوں کی قربانی ’جدید ریاست‘ کے لیے جائز ”خلافت“ کے لیے ناجائز!

مغرب کی فکری درآمدت کو ’اسلامی‘ بنیادیں فراہم کرنے والے طبقے... تضادات کی دلچسپ مثالیں پیش کرتے ہیں۔ ”خلافت“ کا رد ہر حال میں ہونا چاہیے، اس کے مقابلے پر ’ماڈرن سٹیٹ‘ کا کیس ہر حال میں ثابت ہونا چاہیے، نیز یہ ہر دو مقدمے ”اسلامی“ دلائل سے ثابت ہونے چاہئیں، یہ سب قابل فہم... لیکن یہ سب باتیں منطقی بھی تو نظر آنی چاہئیں!

’ماڈرن سٹیٹ‘ کے دفاع میں یہ حضرات وہ دور کی کوڑیاں لائیں گے جو خود ماڈرن سٹیٹ کے فلسفہ میں فٹ نہ بیٹھیں۔ جدید دنیا انسانوں کی تقسیم ”دین“ کی بنیاد پر کرنے کی قائل نہیں، اِن حضرات کے ’اسلامی‘ بیان میں بھی یہ بات من وعن آگئی۔ لیکن ’ماڈرن سٹیٹ‘ تو اپنی دلیل خود ہے۔ (’ربوبیت‘!) لیکن یہ حضرات اس کو ”دین“ سے ثابت کرنے چل دیے! حالانکہ اصولاً یہ اُس کی ضرورت نہیں! وہ تو اپنی دلیل ہی ”جبر“ سے لیتی ہے اور ”جبر“ کے سوا اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں۔[2] ہمارے یہ اسلامی حضرات اِس موضوع پر علاقوں کے الگ الگ رہن

---

1 بہ سلسلہ تعلیق 12 ”آسمانی شریعت نہ کہ سوشل کونٹریکٹ“ حاشیہ ”ح“ (دیکھئے گزشتہ شمارہ ص128)

2 اس کی وضاحت آپ اگلے ذیلی مبحث میں دیکھیں گے۔ ہم کہتے ہیں، ”جبر“ اصولاً برا نہیں اگر وہ کسی دلیل پر قائم ہو۔ البتہ ہم یہ بھی کہتے ہیں: **”جبر“ انسانی اجتماع کی ”ضرورت“ ہو سکتی ہے ”دلیل“ نہیں۔ ”دلیل“ اس کو خارج سے لانا پڑے گی؛ ورنہ وہ ”دھونس“ ہے۔** ”دلیل“ کا حوالہ ہم اہل اسلام کے ہاں گو اُن کے حوالے سے مختلف ہے، لیکن اگر اُن کے اپنے دلائل دیکھیں تو بھی ماڈرن ریاست کی بنیاد کوئی ”اصول“ اور ”دلیل“ سرے سے ہے ہی نہیں، سوائے سٹیٹس کو کے؛ یعنی جبر۔ یہ تو ہمارے اسلام پسندوں کا نرا وہم ہے کہ ماڈرن سٹیٹ کسی لسانی یا ثقافتی وحدت کی بنیاد پر ہوتی ہے؛

ان کے اس وہم کو جھٹلانے پر ماڈرن سٹیٹ کے اپنے مستند مصادر اور وقائع بے حد واضح ہیں۔ تو پھر یہ بنی آدم کو کس بنیاد پر تقسیم کرتی ہے؟ وہ کہتے ہیں: اس کی مرضی۔ آپ میں زور ہے تو آپ کر لیں، بشرطیکہ 'عالمی برادری' اس کو 'تسلیم' کر لے (**اصل کہانی یہاں ہے**؛ یعنی 'عالمی برادری' جو اپنے کچھ چودھریوں کی تحویل میں آپ کے لیے اپنے بحری بیڑے، ڈیزی کٹر اور اپنے بی ففٹی ٹو بمبار لیے بیٹھی ہے اور اس کے اشارے سمجھ نہ آنے کی صورت میں یہ عالمی لٹھ فی الفور آپ کو 'دلیل' سمجھا دیتی ہے!)۔ یعنی اصل دلیل ایک ہی ہوئی: زور۔ جس میں زور ہے وہ نسلِ آدم کے بیس ٹکڑے کرے یا بیس ٹکڑوں کو ایک کر لے۔ اِس ''سٹیٹس کو'' کے علاوہ یہاں کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ اب ہماری ''جماعۃ المسلمین'' اور ''اِمارۃ المؤمنین'' کے خلاف بھی ''دلیل'' تو صرف یہی ایک ہے؛ یعنی لٹھ۔ جس دن ان شاء اللہ ہم یہ ''دلیل'' لے آئے، یعنی زور (مِنْ قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الخَيلِ تُرهِبُون بهٖ عدوَّ اللهِ و عدوَّكُم) اُس دن نسلِ آدم کو حق (محمد ﷺ پر ایمان) کی بنیاد پر تقسیم کرنے میں کوئی بھی مانع نہ ہو گا۔ چنانچہ ہماری ''الجماعۃ'' کے خلاف اور 'ماڈرن سٹیٹ' کے حق میں ''دلیل'' تو اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ لیکن ہمارے 'اسلامی' دلیلیں دینے والے حضرات یہاں پر کیا کریں؟ یہ بھی یہی دلیل دیں؟! 'لسان' اور 'رہن سہن' والی دلیل کے باطل ہونے کا ذکر پیچھے ہو چکا، خود 'ماڈرن سٹیٹ' کے مصادر ہی اسے تسلیم نہیں کرتے۔ تو پھر اب یہ ''ریاست'' کی بنیاد کیا بتائیں گے؟

ہمیں معلوم ہے، 'جدید ریاست' کے اصل وضع کنندگان کی طرف سے ہمیں بتایا جائے گا کہ اس کی بنیاد کسی جگہ کے ''انسانوں کی مشیئت'' will of the people ہوتی ہے۔ لیکن ہماری گفتگو یہاں پر جدید ریاست کے 'اسلامی' حمایتیوں کے ساتھ ہے (یعنی جو لوگ ہمارے ایمانی Godly paradigm کو اُن کے الحادی Godless paradigm کے ساتھ خلط کرتے ہیں)۔ یہ تو صحیح ہے کہ ''ریاست'' کی بنیاد اُن کے نزدیک ''انسانوں کی مشیئت'' ہے؛ کیونکہ اُن کے عقیدے کی رو سے انسان ہی زمین پر خدا ہے اور 'خدا' کا فرمایا ہوا خود دلیل ہوتا ہے خدا سے دلیل نہیں پوچھی جاتی۔ مگر ہمارا سوال 'اسلامی' جدت پسندوں سے یہ ہے کہ: یہ طے کرنے کی کیا بنیاد ہے کہ اِس جگہ سے لے کر اُس جگہ تک کے انسانوں کی مشیئت ایک ریاست بنائے گی اور وہاں سے وہاں تک کے انسانوں کی مشیئت ایک الگ ریاست؟ **یعنی ہر اکائی کے اکائی ہونے کی کیا کوئی بنیاد اور اصول ہے؟** اگر وہ کہیں کہ اس کی دلیل بھی انسانوں کی مشیئت ہی ہے... تو گو یہاں کئی ایک سوال وارد ہوتے ہیں مگر ہم ایک ہی

رہن سہن اور زبان وغیرہ کی جو دلیل دیتے ہیں اُس کا حال ہم پیچھے دیکھ آئے؛[3] ماڈرن سٹیٹ اپنے

سوال پوچھ لیتے ہیں کہ اگر "خود مختار ریاست" ہونے کی بنیاد کسی ایک علاقے کے لوگوں کی مشیئت ہی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایک علاقے کے لوگوں کی مشیئت چلتی ہے اور دوسرے علاقے کے لوگوں کی 'مشیئت' ان کے منہ پر دے ماری جاتی ہے؟ مثلاً کشمیر، تامل ناڈو، خالصتان اور آسام کے لوگوں کی 'مشیئت' کیوں ان کو خود مختار ریاست نہیں بناتی؛ ابھی آپ نے ہمیں "اصول" ہی تو بتایا ہے کہ کسی خطے کے لوگوں کی will اس کو ایک ریاستی اکائی بنا دیتی ہے!!؟ فلسطین اور چیچنیا کے لوگوں کی مشیئت؟ اراکان اور روہنگیا کے لوگوں کی مشیئت؟ آئرلینڈ کے لوگ کیوں اپنی 'مشیئت' کو اپنے ہتھیاروں کے ساتھ لٹکا کر اتنی دیر پھرتے رہے؟ یعنی کیا ان خطوں کا 'سائز' اتنا چھوٹا ہے کہ یہ ایک خود مختار ریاست کے لیے 'کوالیفائی' نہیں کرتے؟ (ظاہر ہے ان سے بہت چھوٹے سائز کے ملک اس دنیا میں پائے جاتے ہیں اور جو کہ 'جدید ریاست' کی تمام شرائط پوری کرتے ہیں)۔ کیا آپ جانتے ہیں اس یو۔این برادری کا ایک آزاد و خود مختار ملک منا کو Monaco صرف تین میل لمبا، صرف ڈیڑھ میل چوڑا اور صرف 32 ہزار آبادی پر مشتمل ہے؟ یعنی ایک چھوٹے قصبے کے سائز کا ملک بھی اِس دنیا میں 'چلتا' ہے۔ تو کیا جب بھی اتنی سی آبادی کے لوگ اکٹھے ہو کر (اکثریتِ رائے سے) اپنی 'مشیئت' ظاہر کر دیں کہ وہ اپنے آپ کو ایک 'آزاد ریاست' کے طور پر دیکھنا چاہتے ہیں تو ان کی اس 'مشیئت' کا احترام کیا جائے گا؟ کیا منا کو سے پانچ پانچ سو گنا بڑے بھارتی خطوں سے پوچھ لیا جائے کہ ان کی 'مشیئت' کیا ہے؟ اور کیا ایسے ہر ہر خطے کی will of the people کے نتیجے میں یہاں کئی سو ریاستیں بنتی ہیں تو بن جائیں؟... **تو پھر کیا اصول ہوا کہ کہاں سے کہاں تک کے لوگوں کی مشیئت فیصل ہو گی اور کہاں سے کہاں تک لوگوں کی مشیئت کو صرف زبان پر لے آنا ہی ایک گردن زدنی جرم ہو گا؟** مزید بر آں... یا تو چلیں یہی 'اصول' ہو کہ اب جیسے بھی زمین کی تقسیم ہو گئی سو ہو گئی، آئندہ کے لیے بند۔ لیکن ایسا بھی نہیں ہے۔ ابھی بھی یہاں کچھ فائل کھلیں گے اور کچھ بالکل نہیں کھلیں گے؛ باوجودیکہ جتنے فائل اس دفتر میں جمع ہوں گے will of the people کی عرضی ہر کسی کے ساتھ ہی نتھی ہو گی! لبِ لباب یہ کہ 'ریاستی اکائی' یہاں کسی بھی دلیل پر نہیں ہوتی۔ یہ ایک دھکا ہے، جس میں ہمت ہے وہ چلا لے؛ نہ صرف ماضی میں بلکہ آئندہ بھی!

3 دیکھئے ذیلی مبحث 1: نسلی اکائیوں اور علاقائی رہن سہن کا تحفظ، جماعۃ المسلمین بہ مقابلہ ماڈرن سٹیٹ۔

حق میں وہ دلیل دے ہی نہیں سکتی۔[4] ان کی اس دلیل نے الٹا خلافت کا کیس ثابت کیا ہے نہ کہ ماڈرن سٹیٹ کا۔ کیونکہ ماڈرن سٹیٹ ایک ہی زبان بولنے اور ایک ہی رہن سہن رکھنے والوں کے مابین باقاعدہ سرحدیں کھڑی کرتی ہے؛ اور یہ واقعہ زمین پر ہر جگہ دیکھا جاسکتا ہے۔

---

4 "سٹیٹ" تو اِس ماڈرن پیراڈائم میں باقاعدہ ایک "ملت" ہوتی ہے۔ وہ کب یہ کہے گی کہ میں ایک خاص زبان یا نسل یا رہن سہن سے منسلک چیز ہوں؟

ہاں وجود میں آنے کے بعد وہ اپنے شہریوں کے ہاں پائی جانے والی زبانوں اور کلچروں کے "تحفظ" کا ذمہ ضرور اٹھائے گی {اور جو کہ "خلافت" اس سے بڑھ کر اٹھاتی ہے بلکہ عملاً ثابت کرکے دکھاتی ہے۔ کم از کم یہ وہ چیز نہیں جس میں آپ "خلافت" کو ناک آؤٹ اور 'ماڈرن سٹیٹ' کو وکٹری سٹینڈ پر کھڑا کردیں؛ ہاں معاملہ اس سے الٹ ضرور ہوسکتا ہے (اس کے لیے دیکھئے ہمارا گزشتہ ذیلی مبحث "نسلی اکائیوں اور علاقائی رہن سہن کا تحفظ")}۔ پس یہ 'دلیل' تو بہرحال نہ ہوئی۔ اور اگر ہے تو "خلافت" کے حق میں زیادہ ہے اور 'ماڈرن سٹیٹ' کے حق میں کم! "سٹیٹ" تو، جیسا کہ ہم پیچھے اس پر گفتگو کر آئے، اتنی چھوٹی بھی ہوسکتی ہے کہ اُس میں پائی جانے والی زبان یا نسل یا رہن سہن آس پاس کی متعدد ریاستوں میں عین اُسی آن بان کے ساتھ پایا جاتا ہو۔ اور اتنی بڑی بھی ہوسکتی ہے کہ ایسی درجنوں زبانیں، نسلیں اور رہن سہن اُس کی ملت میں 'بتانِ رنگ وخوں' کی طرح گم ہوجاتے ہوں اور اس کے ایک کونے کا باشندہ دوسرے کونے کے باشندے کو سنے تو اُس کی بولی کا ایک لفظ نہ سمجھتا ہو؛ بلکہ اُس کا لباس اور حلیہ دیکھ کر ہی حیران ہوجاتا ہو!

ایک ملٹی کلچرل یا ملٹی لِنگوَل multi-lingual ریاست میں آپ نے نوٹ کیا ہوگا 'کلچر' یا 'لسان' کے فرق کو ہوا دینا تقریباً اُسی طرح 'جاہلیت' سمجھا جاتا ہے جس طرح ہماری "الجماعۃ" میں اس کو "بدبودار جاہلیت" کے طور پر دیکھا جاتا رہا ہے! ہم نے کہانا، "سٹیٹ" تو باقاعدہ ایک "ملت" کا معنیٰ لیے ہوتی ہے! وہ کب ان اشیاء کو اپنے وجود اور اپنی تشکیل کے معاملہ میں حوالے کے طور پر قبول کرے گی!

چونکہ یہ (ماڈرن سٹیٹ) ایک ملت ہے جس میں آدمی کی باقی ہر حیثیت کو بالآخر گم ہونا ہوتا ہے یہ وجہ ہے کہ ہم اس کو "اسلام" کے متوازی ایک چیز دیکھتے ہیں۔ 'جدید ریاست' اگر محض ایک 'انتظامی' بندوبست ہو ("ملت" کا معنیٰ لیے ہوئے نہ ہو)، جیسا کہ ماضی کی بہت سی امارتوں اور راجواڑوں کا حال رہا، تو اس میں ہم "اسلام" کی ہمسری کا وہ معنیٰ نہ پائیں گے۔ "ماڈرن" سٹیٹ تو

اب ہم آگے چلتے ہیں۔[5]

'انتظامی' اور ''مِلّی'' تقسیم کا فرق

اب یہ ان لوگوں کے ہاں طے ہے کہ کسی نہ کسی بنیاد پر انسانوں کی تقسیم ہونی ہے... اور واضح رہے یہ تقسیم محض 'انتظامی' نہیں[6] بلکہ "ملی" ہوگی؛ یعنی:

باقاعدہ ایک عقیدہ اور بذاتِ خود دین ہے۔ اس کو محض 'انتظامی' بندوبست کے معنیٰ میں لینا یا کسی لسان یا رہن سہن سے منسلک چیز جاننا خود اس کی حقیقت سے لاعلمی کی دلیل ہے۔

5 یعنی 'علاقوں کی الگ الگ زبان اور رہن سہن وغیرہ' والی دلیل کا بطلان واضح ہو چکا؛ 'جدید ریاست' کی بابت ہمارے 'اسلامی' ہیومنسٹوں کا یہ نرا ایک ڈھوسلہ ہے؛ 'جدید ریاست' کے اپنے ہی مستند مصادر ان کے اس دعویٰ کی توثیق نہیں کریں گے۔ یہ طے ہو جانے کے بعد اب ہم اپنی گفتگو میں آگے بڑھتے ہیں۔ چونکہ ہم اس دلیل کا بطلان پیچھے کر آئے لہٰذا ہماری آئندہ گفتگو میں یہ ("زبان" اور "رہن سہن" والا) شبہہ دوبارہ وارد نہ کیا جائے۔

6 یہ 'انتظامی' تقسیم تو ہماری "الجماعۃ" میں ہو جاتی رہی ہے۔ بلکہ کسی کسی وقت یہ خود مختار اکائیوں کی صورت دھار لیتی رہی ہے، یہاں تک کہ ان اکائیوں کے مابین لڑائی بھڑائی کی نوبت آ جاتی رہی ہے... جو کہ "جماعت" کے معنیٰ کو ناقص کرنے کا موجب ہے اور "آئینِ جماعت" کے حق میں ایک سنگین گناہ۔ لیکن اس کی کیفیت اُس صورتحال سے مختلف نہیں جہاں ایک ہی فوج کسی وقت مرکزی قیادت سے محروم (یا مرکزی قیادت کے بے بس) ہو جانے کے باعث مختلف دھڑوں میں بٹ جائے یہاں تک کہ کسی وقت فوج کے اپنے دھڑوں کے مابین خونریزی ہو جائے۔ یہ بات اُس فوج کے حق میں افسوسناک اور تباہ کن تو گنی جائے گی اور اُس کی "وحدت" کے منافی بھی مانی جائے گی لیکن "ایک فوج" کا معنیٰ کسی نہ کسی سطح پر پھر بھی یہاں باقی ہے۔

پس یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ دورِ ماضی میں ہمارے یہاں پایا جانے والا "امارتوں" کا فنا منا (حتیٰ کہ ہماری طوائف الملوکی) ایک 'انتظامی' معنیٰ کی پھوٹ تھی؛ جس سے "الجماعۃ" کا معنیٰ شدید حد تک متاثر ہوتا تھا مگر یہ کوئی "مِلی" یا "تشکیلی" معنیٰ کی تقسیم نہ تھی جو کہ "الجماعۃ" کے معنیٰ کو ختم کر کے رکھ دینے والی چیز ہے؛ بلکہ یہ وہ چیز ہے جو ان اکائیوں کو الگ الگ حیثیت میں "الجماعۃ" کا معنیٰ دیتی ہے۔

1. ان میں سے ایک ایک اکائی سوسائٹی کو محض 'چلانے' کی اکائی نہ ہوگی بلکہ سوسائٹی کو ''تشکیل'' دینے والی ایک اکائی ہوگی۔ لہٰذا کچھ نہ کچھ نظریات، اصول اور تصورات وہ ضرور ایسے رکھے گی جن کی جانب اس کے معاملات حتمی طور پر ''لوٹائے'' جائیں گے اور جو وہاں کے 'شہری' کی ساخت میں بولیں گے۔ جو کہ ماڈرن سٹیٹ میں ''الکتاب'' (آئینِ خداوندی) تو ہو نہیں سکتی[7] (لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ)۔ کیونکہ ایسا خطہ آپ کہاں سے لے کر آئیں گے جہاں ایک ہی مذہب کے لوگ بستے ہوں! لہٰذا حتمی مرجع وہاں پر کسی ایک مذہب کا خدا اور اس کا رسول ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ ہوئی اس کی ''تشکیلی'' حیثیت۔

2. وہ سوسائٹی کی محض 'انتظامی' اکائی نہیں بلکہ اس کی باقاعدہ ''شناخت'' ہوگی۔ یعنی وہاں کے انسانوں کی ہر دوسری شناخت اس کے اندر باقاعدہ گم کرائی جائے گی۔ اس کو زیادہ سے زیادہ ''نمایاں'' اور ''متفقہ'' اور ''باربار کا حوالہ'' بنایا جائے گا۔ 'دوسروں' سے مختلف نظر آنے کے معاملہ میں اس کو ''امتیاز'' اور ''فخر'' کی واحد معتبر بنیاد مانا جائے گا؛ اس کے مقابلے پر شناخت کے دیگر عوامل (مانند 'مذہب'، لسان، نسل اور جنس وغیرہ) کو ''امتیاز'' اور ''فخر'' کے طور پر سامنے لانے کی زیادہ سے زیادہ حوصلہ شکنی کی جائے گی۔ جو کہ اس کو ''ملت'' کا ایک باقاعدہ معنیٰ دیتا ہے۔

مگر یہ ''تقسیم'' خلافت کے حق میں جرم ہے!

یعنی اب دو باتیں سرے لگیں:

---

7 اِس کی ''توجیہ'' ہیومنسٹوں کی جانب سے یہ کی جاتی ہے (جس کو ہمارے 'اسلامی' طوطے من وعن دہرا دیتے ہیں) کہ: ریاست کی بنیاد چونکہ وہاں ''مساوی حقوق رکھنے والے انسان'' ہیں لہٰذا ریاست میں پائے جانے والے کسی ایک گروہ کا مذہب دوسرے کے مذہب کے مقابلے پر حوالہ کیسے بن سکتا ہے؟ پس لامحالہ یہاں کوئی ایسا حوالہ رکھا جائے گا جو سب کے لیے مساوی طور پر قابل قبول ہو اور جو کہ 'مذہب' کے علاوہ ہی کوئی چیز ہو سکتی ہے؛ یعنی سیکولرزم ثابت! اس پر آگے تفصیل سے گفتگو ہوگی۔

1. ایک تو (ان کے ہاں) یہ طے ہے کہ کسی نہ کسی بنیاد پر بنی آدم کی تقسیم ہونی ہے۔ (کیوں ہونی ہے؟ نہیں معلوم؛ بس ہونی ہے!)۔ اور واضح رہے یہ محض کوئی 'انتظامی' تقسیم نہیں بلکہ سوسائٹی کو ”تشکیل“ دینے والی تقسیم ہوگی، جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔
2. دوسری یہ بات طے ہے کہ اس تقسیم کا کوئی اصول نہیں ہوگا۔ کہیں ایک ارب انسان ایک 'قوم' ہوسکتے ہیں (مانند بھارت) بلکہ اپنے 'چھنے ہوئے' حصوں (مانند آزاد کشمیر وغیرہ) کو اپنے ساتھ 'ملانے' کے لیے کوشاں ہوسکتے ہیں، تو کہیں صرف بتیس ہزار انسان ہی[8] ایک مکمل 'قوم' ہوسکتے ہیں۔

تو اب چونکہ یہ دو باتیں ”طے“ ہیں اور ”حق“ ثابت ہو چکی ہیں {جبکہ آپ کی خلافت (”دین“ کی بنیاد پر انسانوں کی تقسیم) حق ہی ثابت نہیں ہوئی کیونکہ آپ کی خلافت کے پاس وہ اصل دلیل (طاقت کا ڈنڈا) ہی ابھی نہیں ہے!}... لہٰذا کیا کریں ایک ہی نسل، ایک ہی زبان اور ایک ہی رہن سہن کے لوگ اب 'سٹیٹ' ایسی 'حق' (درحقیقت لغو) بنیاد پر تقسیم تو ہونے ہیں...! چنانچہ یہ وجہ ہے کہ آدھے کُرد اِدھر آدھے اُدھر، آدھے تامل اِدھر آدھے اُدھر، آدھے تاجک اِدھر آدھے اُدھر، آدھے بلوچ اِدھر آدھے اُدھر، آدھے بربر اِدھر آدھے اُدھر، آدھے بنگالی اِدھر آدھے اُدھر... اور درمیان میں اونچی اونچی دیواریں۔ اب ”حق“ سے بڑھ کر کونسی چیز اہم ہے! نسلیں، رشتے، خون وغیرہ اِس ”حق“ پر آخر قربان تو ہوں گے!!!

تو پھر اب ہم اپنے 'اسلامی' ہیومن اسٹوں سے پوچھیں گے: ایک خون اور ایک سے رہن سہن کے رشتوں پر چھری پھر جانا تو ویسے ہی آپ کی اِس 'جدید' دنیا کے اندر طے ہے، اب اگر چھری پھرنی ہی ہے تو اس کے لیے اسلام کی دی ہوئی بنیاد ہی کیوں بری ہے؟ کم از کم ”دین“ کا فرق کوئی حقیقی فرق تو ہے، 'سٹیٹ' کا فرق تو خون میں جدائی ڈالنے کے لیے کوئی ایک بھی معقول وجہ نہیں رکھتا!!!

---

8 اور وہ بتیس ہزار انسان بھی کوئی ایک نسل نہیں! مناکو کا آفیشل ویب سائٹ چیک کیجئے، اس کے بتیس ہزار انسانوں میں سے 19 فیصد مونیگاسک، 32 فیصد فرنچ اور 20 فیصد اطالوی ہیں!

یہاں آپ دیکھ چکے لسان، نسل اور رہن سہن ایسی اکائیوں کو ’ریاست‘ ایسے نام نہاد ’حق‘ پر دو طرح سے قربان کیا جاتا ہے:

1. ان کے مابین ریاست ایسے ”مطلق“ حق کی سرحدیں کھڑی کر دینا، (براء) اور
2. اندرونی سطح پر ان کو ریاست ایسی ”بڑی وحدت“ میں گم کرنا (ولاء)۔

یعنی عین وہ دو معنے جو ہمارے ہاں ”ملت“ کے حوالے سے بیان ہوتے آئے ہیں۔

یہاں ہم کہتے ہیں: ہم (خلافت پر یقین رکھنے والوں) نے بھی ’رنگ‘ اور ’خون‘ کو کب نظر انداز کیا ہے؛ ہم نے بھی تو آپ کی اس ’بڑی وحدت‘ کو ہی چیلنج کیا ہے کہ اس کی یہ حیثیت کہاں سے ہوئی کہ رنگ، نسل، زبان اور خونی رشتے اس پر قربان کر ڈالے جائیں!

پس ہم ان ’اسلامی‘ ہیومنسٹوں سے کہتے ہیں کہ رنگ، نسل، زبان اور خونی رشتوں کی قربانی تو بوقتِ ضرورت آپ کے ہاں بھی طے ٹھہری اور ہمارے ہاں بھی... بلکہ ان نسلی اور خونی رشتوں کی قدر ہمارے ہاں تم سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے؛ ان رشتوں کا پاس کرنے کی ہمیں تو دین میں جابجا تاکید ہے؛ البتہ ہم کہتے ہیں کہ ایسی عزیز چیز اگر قربان ہو سکتی ہے تو وہ ”دین“ پر قربان ہو سکتی ہے۔ اس کی نوبت صرف وہاں آسکتی ہے جہاں ہمیں انسانوں کو اُس رسولؐ پر ایمان لانے والوں اور نہ لانے والوں میں تقسیم کرنا پڑے جو مالکِ کائنات کی جانب سے ان کی طرف مبعوث ہوا ہوتا ہے۔ البتہ تم بتاؤ کہ یہ نسلی اور خونی رشتے جن کا پاس کرنا ہمارے ہاں تو عبادت ہے، تمہارے ہاں یہ کس بت پر قربان کیے جاتے ہیں؟

ذمی کے ساتھ حسنِ سلوک خلافت کی پہچان

پھر یہ بھی واضح رہے... کہ ”دین“ دو بھائیوں کے مابین جو جدائی ڈالتا ہے وہ کوئی ایسا فاصلہ نہیں کہ دو بھائی اور ان کی نسلیں محض ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کے لیے ’ویزہ‘ سفارتخانوں کے آگے دو دو میل کی لائنیں بنا کر کھڑے ہوں اور انسانیت کا مذاق بنیں (’سٹیٹ‘ کا فرق)! ہماری ”الجماعۃ“ تو دو بھائیوں میں جو جدائی ڈالتی ہے وہ صرف اس قدر کہ نبی پر ایمان لانے والا

بھائی ”الجماعۃ“ کا حصہ ہے، جبکہ نبی پر ایمان نہ لانے والا بھائی اگر حربی نہیں تو ”ذمی“ کی حیثیت میں بڑی خوشی سے وہیں (اسی ”الجماعۃ“ کی سرزمین میں) رہے اور اُن دونوں بھائیوں کے مابین ”حسنِ سلوک“ بھی قائم رہے؛ جو کہ دعوت کا اہم ذریعہ ہے۔ **ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ ذمی مسلمانوں کی ”الجماعۃ“ کے معاملات میں دخل دیتا نہیں پھرے گا کہ مسلمانوں کا نظامِ حکومت، یا نظامِ معیشت، یا نظامِ دیوانی و فوجداری کیسا ہو اور کیسا نہ ہو۔ وہ مسلمانوں کے اعلیٰ مناصب کے اندر ’کوٹہ‘ مانگتا نہیں پھرے گا۔ ہاں وہ مسلمانوں کو یہ نہیں کہے گا کہ دیکھیں نا یہاں ہم ’غیر مسلم‘ بھی تو ہیں آپ کا ’مذہب‘ ہے تو پھر ہمارا بھی تو ’مذہب‘ ہے! صرف اس معنیٰ میں وہ ”الجماعۃ“ کے ہاں ایک ’غیر ملکی‘ کے طور پر ڈِیل ہو گا، اُس کو کہا جائے گا کہ تمہارا یہ رتبہ نہیں کہ تم ہمارے ”الجماعۃ“ کے معاملات میں دخل دو۔ خود اُسے معلوم ہو گا کہ یہ ”الجماعۃ“ مسلمانوں نے کن جان جوکھوں سے بنائی اور قائم رکھی ہے۔ ہاں اِس ”جماعت المسلمین“ کے نظامِ مملکت سے البتہ ذمی کو کوئی لینا دینا نہ ہو گا۔**

{جس طرح آج کی ماڈرن سٹیٹ میں رہائش پزیر ایک ’غیر ملکی‘ کو یہ حق نہیں دیا جاتا کہ وہ ریاستی معاملات میں دخل دے، چاہے ایسے ’غیر ملکی‘ باشندے وہاں عشروں سے مقیم کیوں نہ ہوں۔ بلکہ کئی ملکوں میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ خاصی بڑی بڑی کمیونٹیاں جو ’غیر ملکی‘ ہوتی ہیں وہاں نسل در نسل آباد رہتی ہیں (جیسے خلیجی ممالک میں آباد ’پاکستانیوں‘، ’برمیوں‘، ’انڈونیشیوں‘ یا ’چیچنوں‘ کی بڑی بڑی تعداد) پھر بھی ان ملکوں کی ”شہریت“ نہیں پاتیں، لہٰذا ریاستی معاملات میں کوئی دخل نہیں رکھتیں؛ جس پر آج تک کسی ہیومن اسٹ نے ”انسانی حقوق“ کا شور نہیں الاپا؛ بلکہ صاف تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہ ان ریاستوں کا داخلی معاملہ ہے! حالانکہ آپ تصور کرلیں، ہزاروں کی تعداد میں یہ ’غیر ملکی‘ اسی سرزمین میں پیدا ہوتے ہیں، وہیں پل کر جوان ہوتے ہیں، اپنے آبائی وطن سے ان کا کوئی ناطہ تک باقی نہیں ہوتا، ان میں سے کئی ایک اپنے آبائی وطن کی زبان تک بھول چکے ہوتے ہیں، اِن ممالک میں وہ بڑے بڑے اچھے کاروبار چلاتے اور بڑی بڑی established life گزارتے ہیں، پھر بھی وہ یہاں کے ”باقاعدہ شہریوں والے“ حقوق نہیں رکھتے۔ ان پر وہاں کوئی ظلم ہو، اس پر تو آواز اٹھانا ضرور

بنتا ہے، لیکن ان کو اپنی 'سٹیٹ' کے باقاعدہ رکن والے حقوق دینا یا نہ دینا سٹیٹ کا اپنا حق مانا جاتا ہے جسے 'سٹیٹ' اپنے 'آئین و قانون' کے مطابق طے کرتی ہے۔ نیز ایک 'سٹیٹ' یہ حق بھی رکھتی ہے کہ اگر وہ کسی 'غیر ملکی' کو اپنی شہریت دینے پر مہربان ہو جائے تو اس پر شرط لگائے کہ وہ اپنی 'آبائی ریاست' کی شہریت ختم کر لے، نیز یہ کہ اس کے بعد اگر وہ کسی دوسرے ملک کی شہریت حاصل کرے گا تو اُس کی یہ شہریت جاتی رہے گی۔ یہ سب کچھ اُس ریاست کا 'داخلی معاملہ' ہے؛ یہاں وہ جیسے مرضی قوانین بنائے! ادھر ہماری "الجماعۃ" (جو کہ قائم ہی "ادیان" کے فرق پر ہے، اور جس کا پورا نام "جماعۃ المسلمین" ہے) اپنی سرزمین میں پائے جانے والے 'غیر المسلمین' کو عین وہ حیثیت دے جو ایک ماڈرن سٹیٹ میں نسل در نسل آباد ایک 'غیر ملکی' کمیونٹی کو دی جاتی ہے... اور ان کو وہاں پر "مسلم" والے حقوق (لَهُمْ مَا لَنَا وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْنَا) دینے کے لیے یہ شرط رکھے کہ محمد ﷺ پر ایمان لا کر ہمارے دین میں آجائے اور اپنے آبائی دین سے ناطہ توڑ لے، نیز یہ شرط رکھے کہ "اسلام" کی بجائے کوئی اور دین یا نظریہ اختیار کر لینے کی صورت میں اُس کی "الجماعۃ" کی رکنیت فی الفور معطل ٹھہرے گی... تو اس پر مغرب کے لوگ نہیں ہمارے 'اسلامی' ہیومن اسٹ آسمان سر پر اٹھا لیں گے: 'ایسا ظلم'! 'حقوقِ انسانی' کا ایسا غصب!}

جبکہ معاملہ یہ ہو کہ ذمیوں کے ساتھ احسان "جماعۃ المسلمین" کے ہاں پوری طرح برقرار ہو؛ جس کی وہ از روئے شریعت پابند ہے۔ خصوصاً اگر ذمی یا معاھد کے ساتھ "الجماعۃ" کے کسی فرد کا نسلی و خونی رشتہ ہو: لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (الممتحنۃ: 9،8) "اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو، بیشک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں، اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا یا تمہارے نکالنے پر مدد کی کہ ان سے دوستی کرو اور جو ان سے دوستی کریں وہ البتہ ظالم ہیں"۔

ہم اپنے ’اسلامی‘ ہیومن اسٹوں سے دریافت کریں گے کہ ”دین“ نہیں تو وہ کونسی منصفانہ قدریں ہیں جن کی بنیاد پر نسل آدم کو تقسیم کرنا خود ان کی نظر میں جائز و درست ہے؟
اگر یہ پھر کہیں کہ: نسلی و لسانی رشتے... تو ہم کہیں گے کہ پھر اٹھیئے: ہماری اسلامی جماعتوں خصوصاً ”الجماعۃ“ کی داعی تحریکوں کے خلاف صبح شام بولنے کی بجائے ان ’قومی ریاستوں‘ والے فنامنا کے خلاف تحریک اٹھایئے جو نسلی و لسانی رشتوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے لخت لخت کر رہا ہے یہاں تک کہ ایک بے رحم ”ریاستی عمل“ کے نتیجے میں آج بہت سی زبانیں اور بہت سے علاقائی کلچر ناپید ہو جانے کے قریب ہیں۔ اگر یہ نسلی و لسانی رشتے ہی تمہارے نزدیک انسانوں کو تقسیم کرنے کی جائز بنیاد ہیں پھر تو تمہیں چاہیے کہ اِس ’نیشن سٹیٹ‘ کے فلسفے کے خلاف تحریک اٹھا دو لیکن تم تو اس کے حق میں تحریک چلا رہے ہو، اور صرف اس بات کے درپے ہو کہ انسان کی اجتماعی زندگی کو ”دین“ پر قائم کرنے والی تحریکوں کو ہی کسی طرح غلط اور ’خلافِ قرآن‘ ثابت کر دو؛ ہر شخص دیکھتا ہے کہ یہاں کے ہر ٹی وی چینل پر تم ان کے خلاف زہر اگلنے بیٹھے ہوتے ہو؛ حالانکہ ان نسلی و لسانی اکائیوں کو تحفظ دلانے کے لیے یہ سارا شور اور تحریک تمہیں ہماری ”خلافت“ کے خلاف نہیں بلکہ اس ”ماڈرن سٹیٹ“ کے خلاف اٹھانی چاہیے! بلکہ ہم تو یہاں تک کہیں گے کہ ان نسلی و لسانی و علاقائی اکائیوں کو تحفظ دلانے میں ہی اگر تم سچے ہو، تو کم از کم اسی ایک مقصد کے لیے تمہیں ہماری ”خلافت“ کے حق میں آواز اٹھانی چاہیے جو کبھی ان علاقائی اکائیوں کے حق میں خطرہ نہیں بنی بلکہ اس کے سائے میں یہ علاقائی رنگ، زبانیں اور کلچر ہمیشہ اٹکھیلیاں کرتے رہے ہیں... تاہم اگر یہ ’اسلامی‘ ہیومن اسٹ ”رنگ و نسل“ کا نام بھی نہ لیں (اور نہ لے سکتے ہیں)، جبکہ ”دین“ کو اس حیثیت میں وہ اس سے پہلے ہی رد کر چکے، تو ہم پوچھیں گے کہ **پھر ”ریاست“ اور ”قوم“ کی بنیاد آپ کے خیال میں ویسے ہونی کیا چاہیے؟ کوئی تو ایک معقول بنیاد بتائیں** جس کو سٹینڈرڈ مان کر ہم کہیں کہ فلاں ریاست ٹھیک بنیاد پر قائم ہے اور فلاں ریاست باطل بنیاد پر قائم ہے!!! (یا یہ ’باطل‘ بنیاد صرف ”پاکستان“ کے کیس میں ہی بار بار نشان زد کرنا ضروری ہے؟!!!) ان کی دی ہوئی بنیاد کو بنیاد بناتے ہوئے ہم کہہ سکیں کہ بھارت یا روس وغیرہ ایسے

فلاں اور فلاں ملک کو کتنی ریاستوں میں منقسم ہونا چاہئے اور یہ بھی طے کر سکیں کہ کتنے عرب ممالک کو اِنہی کے بتائے ہوئے وصف کی بنیاد پر ایک ریاست ہونا چاہئے! یہ ہمیں اگر کوئی 'معقول' بنیاد بتائیں تو ہو سکتا ہے ہم انہی کی بتائی ہوئی بنیاد پر ثابت کر سکیں کہ پنجابی اگر مالاکنڈ اور خیبر کے پشتونوں کے ساتھ مل کر ایک قوم ہو سکتے اور ایک صف ہو کر ہندو مشرک کے خلاف لڑ سکتے ہیں تو یہی پنجابی جلال آباد، قندھار اور کابل کے پشتونوں کے ساتھ مل کر بھی اللہ کے فضل سے ایک قوم ہو سکتے اور غاصب ہندو کا کچومر نکال سکتے ہیں۔ کوئٹہ اور بدین میں بیٹھا ایک کلمہ پڑھنے والا بلوچ خدا کی توفیق سے پنجابیوں کی "قوم" ہو سکتا ہے تو چاہ بہار اور زاہدان میں بیٹھے ایک کلمہ پڑھنے والے بلوچ کو بھی اُسی اللہ اور رسولؐ کے نام پر پنجابیوں کی "قوم" ہونے میں کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔ یہ اگر ہمیں کوئی 'معقول' بنیاد بتائیں تو شاید ہمیں یہ بھی معلوم ہو جائے کہ امرتسر اور لدھیانہ میں عین ہمارے لہجے میں پنجابی بولنے اور یہی کبڈی کھیلنے والا ایک سکھ لاہور اور قصور میں بسنے والے نمازیوں کی "قوم" بنتا ہے یا نہیں۔ ہم دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اگر یہ ہمیں کوئی ایک بھی معقول consistent وصف بتادیں کہ ملک اور قومیں کس بنیاد پر بنی چاہئیں تو اس سے اگلے لمحے بہت سے ملک ڈھانے اور بہت سے ملک بنانے پڑ جائیں گے۔ یہ ہمیں اِس سلسلہ میں کوئی ایک منطقی بات بتادیں تو اِن 'اسلامی' ہیومنسٹوں کو ہماری "خلافت" اور "اقامتِ شریعت" کے خلاف اپنی یہ تحریک موخر کر کے ارد گرد کے بہت سے ملکوں میں جاری علیحدگی پسند تحریکوں کے حق میں بولنا پڑ جائے گا نیز بہت سے ملکوں کو دوسرے ملکوں کے اندر مدغم کر دینے کی تحریکوں کے حق میں آواز اٹھانا پڑ جائے گی! آپ اِن سے یہ اصل سوال پوچھیے، اِس نتیجہ پر پہنچنے میں آپ کو ذرا دیر نہ لگے گی کہ ان لوگوں کے پاس کوئی ایک بھی قدر یا ایک بھی توجیہ نہیں سوائے ہماری اُن جماعتوں کے خلاف بغض کے جو اِس وقت ہمارے مسلم مقبوضہ خطوں میں عالمی سامراج کے خلاف سینہ سپر ہیں یا جو زمین کے مختلف گوشوں میں اسلامی زندگی کی بحالی کے لیے سرگرم ہیں۔ آپ بآسانی اِس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ **ٹی وی چینلوں پر بیٹھ کر سوائے اِس ایک بات کو 'ثابت' کرنے کے کہ پاکستان ایک نہایت غلط بنیاد پر بنا دیا گیا تھا، ان کا کوئی ایجنڈا**

نہیں؛ {صبح شام یہی ٹیپ کا مصرع: بھلا ’مذہب‘ کی یہ حیثیت تھوڑی ہے کہ اس کی بنیاد پر ملک بن جایا کرے؛ ’مذہب‘ تو اللہ اللہ کرنے کے لیے ہے اور یہاں ’مذہب‘ کا کیا مصرف ہورہا ہے، ہم اِس ”اصل غلطی“ کو تو پکڑتے نہیں جو آج سے سات عشرے پہلے کی گئی اور اب اس کے یہ ’ہولناک‘ نتائج دیکھ کر پریشان ہورہے ہیں؛ مسئلہ کو اُس کی جڑ سے پکڑیے!} کسے معلوم نہیں مسلمانوں کے گھر میں بیٹھ کر یہ کس کی بولی بولی جارہی ہے!

آخری بات یہ رہ جاتی ہے کہ یہ ’اسلامی‘ ہیومنسٹ کہیں کہ ہم تو صرف اِس مار دھاڑ کے خلاف ہیں جو مسلم ملکوں میں ”شریعت“ کے نام پر ہورہی ہے اور جس کو ”خلافت“ یا ”اسلامی ریاست“ وغیرہ ایسے عنوانات سے جوڑا جاتا ہے؛ بس اِس لیے آپ کے خلاف یہ سب تحریک اٹھار کھی ہے۔ اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ آپ سے پہلے ہم اِس مار دھاڑ کے خلاف ہیں۔ ہماری نظر میں، وقت کے کسی ایک معتبر عالم نے فتویٰ نہیں دیا کہ ”نفاذِ شریعت“ یا ”قیامِ خلافت“ کے لیے مسلمان آج ہتھیار اٹھا کر کھڑے ہو جائیں۔ ہتھیار اٹھانے کا فتویٰ علماء کی طرف سے صرف وہیں پر دیا گیا ہے جہاں دشمن کی فوجیں کیل کانٹے سے لیس ہماری کسی مسلم سرزمین میں اتر آئی ہیں (اور جس کی ایک گونہ گنجائش اگر آپ نکالنے پر آئیں تو اپنے ’ہیومن اسٹ‘ قواعد سے بھی نکال سکتے ہیں؛ بلکہ ہونا یہ چاہئے کہ اس پر آپ افغان و فلسطینی و کشمیری وغیرہ مجاہدین کے ساتھ کھڑے ہوں نہ کہ اپنا پورا ابلاغی وزن ان پر حملہ آور دشمن کے پلڑے میں ڈال دیں!) لیکن اگر واقعی اعتراض اس مار دھاڑ پر ہے جو بعض مسلم ملکوں میں ہورہی ہے تو آخر اُن طبقوں پر کیا اعتراض ہے جو کسی خونریزی کا راستہ اختیار کیے بغیر عالم اسلام میں ”الجماعۃ“ کے قیام، ”خلافت“ کے اعادہ اور ”اسلامی زندگی“ کی بحالی کے لیے تحریک چلاتے ہیں؟ یہاں کی اقوام نے پہلے (لیگ آف نیشنز کے زمانے کے) استعمار سے آزادی لی اور اس کے لیے ایک طویل تحریک چلائی تھی (ہمیں معلوم نہیں اس پر آپ کے بزرگوں کو اعتراض ہوا یا نہیں، یا اُس وقت بھی آپ کا وزن غاصب کے پلڑے میں ہی تھا)، اس حالیہ (یو این والے) استعمار سے آزادی کے لیے اگر ہم اپنی قوموں کو بیدار کریں تو اس کے خلاف صبح شام زہر اگلنے کی کیا تک ہے؟

دنیا کا یہ نقشہ جو آپ کو آج نظر آتا ہے سو سال پہلے ایسا نہ تھا۔ اس لیے یہ کوئی ازلی حقیقت تو ہے نہیں کہ اس کو بدلنے کی بات تک نہ کی جائے۔ دنیا کا نقشہ آج تک بدلتا آیا ہے تو آئندہ بھی اسکو بدلنے سے کوئی قیامت نہ آجائے گی۔ پست ہمتوں کو اپنا دیکھا ہوا ہر لمحہ کتابِ تاریخ کا آخری صفحہ نظر آتا ہے اور ان کا خیال ہوتا ہے کہ تاریخ کو اب یہیں تھم جانا ہے، حالانکہ ہر نیا سورج یہاں نئے امکانات لے کر آتا ہے؛ اور یہ جہان روز تبدیلیوں سے گزرتا ہے۔[9] پس اس معاملہ میں نہ کوئی شرعی قباحت ہے اور نہ کوئی عمرانی رکاوٹ کہ دنیا کی ایک باطل تقسیم کو ایک صالح تقسیم سے بدلنے کی کوشش ہو اور ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی اِس امت کو اس کے رنگوں، نسلوں، زبانوں اور کلچروں کو پورا تحفظ دیتے ہوئے ایک بڑی وحدت "الجماعۃ" میں پرونے کی جدوجہد ہو، اس کے مقابلے پر 'یو این' کا پیراڈائم جو ہماری گھٹی میں اتارا جارہا ہے صاف مسترد کر دیا جائے۔ آخر اس میں بڑی بات کیا ہے کہ زمین کی تقسیم جو "مُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ" کی بنیاد پر سوا ہزار سال سے زائد عرصہ چلتی رہی ہے، اِس استعماری تعطل کے بعد پھر بحال ہو جائے؟!

اور اگر یہ مرزا قادیانی کی سنت پر چلتے ہوئے کہیں کہ ہر چیز آج کی ڈیٹ پر فریز کر دینی چاہئے؛ پورے کرۂ ارض میں جو سٹیٹس کو جس طرح ہے اس کو نظریاتی سطح پر بھی چیلنج مت کریں (کیونکہ ان کی نظر میں 'قرآنی ہدایات' کا یہی تقاضا ہے)؛ زمین کی جو ترتیب اور جو تقسیم ہو چکی اُس میں کسی غلطی اور انحراف کی نشاندہی اور کسی تبدیلی کی تجویز پر اَمن طور پر دینا بھی 'خلافِ قرآن' ہے؛ دنیا میں کیا چلتا ہے اور کیا نہیں چلتا، اس سے آپ کو کچھ سروکار ہونا ہی نہیں چاہئے؛ بس جو ہے اس کی اطاعت کرو اور معاملاتِ زمین میں یہ دیکھو ہی مت کہ یہاں کیا چیز حق ہے اور کیا چیز باطل... تو پھر ان کو اپنا یہ 'مستند قرآنی' موقف کسی اینچ پیچ کے بغیر، واضح لفظوں میں بیان کرنا چاہئے؛ کیا بعید 'قانون اتمامِ حجت' اپنی 'واضح' دلالتوں کے ساتھ کسی دن یہ بھی تقاضا کرے کہ "موسیٰ اور اُس کے معجزات" کی غیر موجودگی میں 'فرعون' کی بیعت اور دل سے اس کا وفادار رہنا ہی فرض ہے!

---

9 دیکھئے ذیلی مبحث 3۔ "جبر" ایک انسانی ضرورت اور صلاح وفساد کا میدان۔ الجماعۃ بہ مقابلہ ماڈرن سٹیٹ۔